سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے چند خطوط وفرامین

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سیدنا عمر بن العزیزؒ کے قالب میں جو خالص اسلامی ذہن اور اسلامی روح کارفرما تھی (اور جو بالآخر ان کے نظام سلطنت میں جلوہ گر ہوئی) اس کا صحیح اندازہ ان کے خطوط اور سرکاری فرامین سے ہوتا ہے جو انہوں نے وقتاً فوقتاً سلطنت کے کارپردازوں اور اعلیٰ عہدہ داروں کو لکھے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسا خالص اسلامی ذہن ودماغ بخشا تھا، جس پر جاہلیت کی کوئی پرچھائیں اور شاہان بنی امیہ کے اخلاق وافکار کا کوئی سایہ بھی نہیں پڑا تھا، یہاں ان کے چند خطوط پیش کیے جاتے ہیں۔

ان کو ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ بعض قبائلی سردار اور عہد اموی کے ''نو دولت'' جاہلیت کی رسم حلف ومخالفت کو زندہ کر رہے ہیں (جاہلیت میں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا اور ایک شخص دوسرے شخص کا حلیف بن جاتا تھا، پھر وہ جا بجا اس کی پاسداری کرتا تھا اور حق وباطل میں اس کا ساتھ دیتا تھا) اور جنگ ومقابلہ کے موقع پر یالبنی فلان، یالمضر! (فلاں قبیلہ کی دہائی ہے، اے اہل مضر! اپنے حلیف کی مدد کرو) کا جاہلی نعرہ لگانے لگے ہیں، یہ اسلام کے رشتہ، اخوت اور نظامِ اجتماعی کے متوازی ایک جاہلی نظام اور جاہلی رسم کا احیاء تھا، اور بہت سے فتنوں کا پیش خیمہ، سابق فرمانروا شاید اس کو بعض ملکی مصالح سے شہ دیتے یا کم سے کم اہمیت نہ دیتے، لیکن عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس خطرہ کو محسوس کیا، اور اس کے بارے میں مستقل فرمان صادر کیا، اپنے ایک بڑے عہدہ دار ضحاک ابن عبدالرحمٰن کو لکھتے ہیں:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس اسلام کے علاوہ جس کو وہ اپنے لئے اور اپنے بندگان خاص کے لئے پسند فرما چکا ہے، کسی دین کو قبول نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنی اس کتاب سے عزت بخشی اور اس کے ذریعے اسلام اور غیر اسلام میں تفریق کر دی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم

من الظلمات الی النور باذنه ویھد یھم الیٰ صراط مستقیم﴾(مائدہ)...... تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی، اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہیں، سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور ان کو اپنی توفیق سے، تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتے ہیں، اور ان کو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وما ارسلناک الاّمبشراً ونذیرا﴾(اسراء)...... اور ہم نے اس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ نازل کیا، اور وہ راستی ہی کے ساتھ نازل ہوگیا، اور ہم نے آپ کو صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی، اس وقت تم اے اہل عرب (جیسا کہ تم کو معلوم ہے) ضلالت، جہالت، پریشانی، تنگی اور سخت انتشار میں مبتلا تھے، فتنے تمہارے درمیان عام تھے اور لوگوں کے پاس جو تھوڑا بہت دین باقی تھا، اس سے بھی تم محروم تھے، اس کے برعکس لوگوں کی گمراہیوں میں سے کوئی گمراہی ایسی نہیں تھی جس میں تم مبتلا نہ ہو، تم میں سے جو زندہ رہتا تھا، وہ جہالت وگمراہی کے ساتھ زندہ رہتا تھا، اور تم میں سے جو مرتا تھا، اس کا انجام جہنم ہوتا تھا، یہاں تک کہ اللہ نے تم کو ان برائیوں، بتوں کی پرستش، جنگ وجدال، منافرت اور تعلقات کی خرابیوں سے صاف بچالیا، تم میں سے انکار کرنے والوں نے انکار کیا، اور تم میں سے تکذیب کرنے والوں نے جھٹلایا، اللہ کا پیغمبر اللہ کی کتاب اور اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ پھر تم میں سے بہت کم اور کمزور لوگ اس پر ایمان لائے، ان کو ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا کہ لوگ انہیں اُچک نہ لیں، تو اللہ نے ان کو پناہ دی اور اپنی مدد سے ان کی تائید کی اور ان کو وہ لوگ عطا فرمائے جن کا اسلام لانا اس کو منظور ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے جانے والے تھے اور اللہ کو اپنے رسول سے اس وعدہ کو پورا کرنا تھا، جس میں کوئی تغیر وتبدل ممکن نہیں، اس وعدہ کو تھوڑے سے مسلمانوں کے علاوہ عام طور پر لوگوں نے بعید سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علیٰ الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون﴾(توبہ) ......وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے، تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

بعض آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے خود مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے، ارشاد فرماتا ہے:

﴿وعداللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبد لنھم من بعد خوفھم امنا یعبد وننی

لایشر کون بی شیئاً﴾(نور) ......تم میں جولوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا، جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی، اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے، اس کو ان کے لئے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بہ امن کر دے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں، میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مسلمانوں سے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کر دیا۔ اے اہل اسلام! یاد رکھو، تم کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی دیا، اسی اسلام کے صدقہ میں دیا ہے جس کی بدولت تم اپنے دشمنوں پر فتح پاتے ہو اور جس کی وجہ سے تم قیامت کے دن گواہ بنو گے، تمہارے لئے دنیا و آخرت میں اس کے علاوہ نہ نجات ہے اور نہ کوئی حفاظت کا سامان اور طاقت، جب اللہ تعالیٰ تم کو وہ بہترین دن نصیب کرے گا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، تو موت کے بعد اللہ کے ثواب کی امید ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿تلک الدار الآ خرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فساداً والعاقبۃ للمتقین﴾ (سورۃ القصص) ......یہ عالم آخرت ہم انہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں، جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہیں، اور نہ فساد کرنا، اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔

میں تم لوگوں کو اس قرآن اور اس پر عمل نہ کرنے کے نتائج بد سے ڈراتا ہوں، اس لئے کہ اس پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں جو واقعات پیش آئے ہیں، امت میں جو خونریزی، جو خانہ ویرانی، جو پراگندگی اور انتشار برپا ہوا، وہ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے، پس جس چیز سے اللہ نے تم کو اپنی کتاب میں منع کیا ہے، اس سے رک جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وعید سے زیادہ کوئی چیز خوف اور احتیاط کا مستحق نہیں ہے۔

جس چیز نے مجھے اس خط کے لکھنے پر مجبور کیا ہے، وہ یہ بات ہے، جو دیہات کے باشندوں کے متعلق مجھ سے ذکر کی گئی اور ان لوگوں کی بابت جو نئے نئے حاکم اور عہدہ دار بنے ہیں، یہ بیچارے اجڈ اور جاہل قسم کے لوگ ہیں، احکام الٰہی کا ان کو علم نہیں، وہ اللہ کے معاملے میں سخت دھوکہ میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ جو معاملہ رہا ہے، اس کو وہ بھول گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی انہوں نے ناشکری اور ناقدری کی ہے، جس تک پہنچنے کی ان میں صلاحیت نہیں تھی، مجھے بتلایا گیا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ جن میں مضر اور یمن والوں کا سہارا لیتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں ان کے حمایتی اور ولی ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ! یہ کس قدر ناشکر گزار اور کافرانِ نعمت ہیں، ان کو ہلاکت، ذلت وخواری کا کیسا شوق ہے؟ یہ دیکھتے نہیں کہ انہوں نے اپنے لئے کون سا مقام پسند کیا، کن امن وامان سے اپنے کو محروم کیا، اور کس گروہ سے اپنا تعلق پیدا کیا؟ اب مجھے معلوم ہوا کہ شقی اپنے ارادوں ہی سے شقی ہوتا ہے اور جہنم بیکار نہیں پیدا کی گئی ہے۔ کیا ان لوگوں

نے کلام پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نہیں سنا:

﴿انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوااللہ لعلکم ترحمون﴾(الحجرات) ......مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں، سواپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرواور اللہ سے ڈرتے رہا کروتا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

کیاانہوں نے یہ آیت کبھی نہیں سنی؟

﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً﴾(المائدہ)......آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیااور میں نے تم پر اپنا انعام تام کردیااور میں نے اسلام کوتمہارا دین بننے کے لئے پسند کرلیا۔

مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگ زمانۂ جاہلیت کے طرز کی مخالفت کی دعوت دیتے ہیں، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مشروط حمایت کے وعدے سے منع فرمایاہے،اورارشاد ہے:"لاحلف فی الاسلام"یعنی اسلام میں غلط دوستیاں اور جتھ بندی نہیں ہے، جاہلیت میں ہر حلیف دوسرے حلیف سے اس کی توقع رکھتا تھا کہ وہ اس کے معاہدے اور رشتۂ مخالفت کا حق ادا کرے گااوراس کو پورا کرے گا،خواہ وہ بالکل ظالمانہ اور فاجرانہ ہو،اور اس میں صریح اللہ اور رسول کی نافرمانی ہوتی ہو......میں ڈراتا ہوں ہر اس شخص کو جو میرا یہ خط سنے اور جس کو یہ خط پہنچے، اس بات سے کہ وہ اسلام کے علاوہ کسی قلعہ کو اختیار کرے اور اللہ ورسول اور مومنین کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا دوست بنائے، میں بڑے شدومد سے اور بار بار اس سے آگاہ اور متنبہ کرتا ہوں اور میں ان لوگوں پر اس ذات کو گواہ بنارہا ہوں جس کی قدرت اور تصرف میں تمام جاندار ہیں اور جو ہر شخص کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔"(سیرت عمر بن عبدالعزیز(ابن عبدالحکم)ص۱۰۴،۱۰۷،ترجمہ مولوی ابوالعرفان صاحب ندوی)

منصور بن غالب کے نام ایک فرمان میں لکھتے ہیں:

"اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کا یہ ہدایت نامہ ہے، منصور بن غالب کے نام، جبکہ امیر المومنین نے ان کو اہل حرب سے اوران اہل صلح سے جو مقابلہ میں آئیں، جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے، امیر المومنین نے ان کو حکم دیا ہے کہ ہر حال میں تقویٰ اختیار کریں، کیونکہ اللہ کا تقویٰ بہترین سامان، موثر ترین تدبر اور حقیقی طاقت ہے، امیر المومنین ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اوراپنے ساتھیوں کے لئے دشمن سے زیادہ اللہ کی معصیت سے ڈریں، کیونکہ گناہ دشمن کی تدبیروں سے بھی زیادہ انسان کے لئے خطرناک ہے، ہم اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں اوران کے گناہوں کی وجہ سے ہم ان پر غالب آجاتے ہیں، کیونکہ اگر یہ بات نہیں ہے تو ان سے دراصل ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے، کیونکہ نہ تو ہماری تعداد ان کی تعداد کے برابر ہے، اور نہ ہمارا سامان ان

کے سامان ہے کے برابر، پس اگر ہم اور وہ ان دونوں معصیت میں برابر ہوجائیں، تو وہ قوت اور تعداد میں ہم سے بڑھ کر ثابت ہوں گے۔ یاد رکھو، اگر ہم ان پر اپنے حق کی وجہ سے فتح نہ پاسکیں گے تو اپنی قوت کی وجہ سے بھی ان پر غالب نہ آسکیں گے اور اپنے گناہوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہوں، جہاں تک ممکن ہو اپنے گناہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم پر کچھ محافظ مقرر کئے گئے ہیں، جو تمہارے سفر و حضر کے افعال کو جانتے ہیں، پس ان سے شرم کرو، اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ان کو اللہ کی نافرمانی کر کے ایذا نہ پہنچاؤ، خصوصاً ایسی حالت میں کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ تم راہ خدا میں نکلے ہوئے ہو اور یہ مت سمجھو کہ ہمارے دشمن ہم سے گئے گزرے ہیں، اس لئے گو ہم گناہگار ہیں لیکن وہ ہم پر غالب نہیں آسکتے، کیونکہ بہت سی ایسی قومیں ہیں جن پر ان کے گناہوں کی وجہ سے ان سے بدتر لوگوں کو مسلط کر دیا گیا ہے، پس اللہ تعالیٰ سے اپنے نفسوں کے مقابلے میں مدد چاہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے تم اپنے دشمن کے مقابلے میں مدد چاہتے ہو، میں بھی اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں۔"

اور امیر المومنین منصور بن غالب کو حکم دیتے ہیں:

"سفر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اپنے ساتھیوں کو ایسی قطع مسافت پر مجبور نہ کریں جو مشقت میں مبتلا کر دے اور سفر میں کسی ایسی منزل یا پڑاؤ سے گریز نہ کریں، جس سے ان کو آرام ملتا ہو، یہاں تک کہ ان کا دشمنوں سے اس حالت میں سامنا ہو کہ سفر کی تکان نے ان کی قوتوں کو گھٹا نہ دیا ہو، وہ ایسے دشمن کے پاس جا رہے ہیں جو اپنے گھروں میں ہیں، ان کا سامان اور سواریاں ستائی ہوئی ہیں، پس اگر سفر میں اپنے اور اپنی سواریوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ نہ کریں گے، تو ان کے دشمنوں کو ان پر زیادہ قوت حاصل ہوگی، کیونکہ دشمن اپنے گھروں میں ہیں، جہاں ان کے آدمی اور سواریاں آرام کئے ہوئے ہیں، اور اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے۔"

امیر المومنین ان کو حکم دیتے ہیں:

"ہر جمعہ ایک رات اور دن سفر نہ کریں اور آرام کریں جس میں خود کو اور جانوروں کو آرام پہنچائیں اور اپنے سامان اور ہتھیاروں کی مرمت کریں، امیر المومنین ان کو حکم دیتے ہیں کہ اپنا قیام صلح کی بستیوں سے الگ رکھیں، امن و امان والی بستیوں میں ان کے ساتھیوں میں سے کوئی نہ جائے، نہ ان کے بازاروں میں، نہ ان کی مجلسوں میں، ہاں وہ شخص جا سکتا ہے جس کو اپنے دین اور امانت پر پورا بھروسہ ہو، اور نہ ان بستی والوں پر ظلم کریں اور نہ وہاں سے اپنے لئے گناہ جمع کریں اور نہ ان کو کچھ اذیت پہنچائیں، سوائے اس کے کہ شرعی مطالبہ یا واجبی حق ہو، کیونکہ ان کا حق اور ان کی ذمہ داری ہے جس کے پورا کرنے کا تم کو اسی طرح ذمہ دار بنایا گیا ہے، جس طرح کہ وہ لوگ حقوق و ذمہ کی پابندی کے مکلف ہیں، پس جب تک کہ وہ لوگ اپنے حقوق کی

ادائیگی پر ثابت قدم رہیں، تم لوگ بھی ان کے حقوق ادا کرتے رہو، اور صلح والوں پر ظلم کر کے جنگ والے ملکوں پر غلبہ مت حاصل کرو، قسم اللہ کی تمہیں ان لوگوں کے مال میں سے اتنا حصہ پہلے ہی دے دیا گیا ہے کہ اب مزید کی نہ گنجائش ہے، نہ ضرورت، ہم نے تمہارے سامان میں کوئی کوتاہی بھی نہیں کی ہے اور نہ تمہاری قوت میں کوئی ضعف رہنے دیا ہے اور تمہارے لئے سامان اچھی طرح جمع ہو گیا ہے، تمہیں ایک منتخب فوج دی گئی ہے اور شرک والے ملکوں کی طرف تم کو مشغول کر کے صلح والوں کی طرف سے تمہاری توجہ ہٹائی ہے اور ایک مجاہد کے لئے جتنا بندوبست کر سکتا تھا، اس سے بہتر تمہارے لئے کر دیا ہم نے تمہارے لئے قوت کی بہم رسانی میں کوئی گنجائش نہیں چھوڑی، اور اللہ ہی پر بھروسہ ہے'' ولا حول ولا قوة الا بالله ''اور امیر المومنین کی ہدایت ہے کہ ان کے جاسوس عرب اور اہل ملک میں سے وہ لوگ ہوں جن کے اخلاص اور صدق پر ان کو اطمینان ہو، کیونکہ دروغ گو کی اطلاع نفع نہیں پہنچاتی، اگر چہ اس کی کوئی بات صحیح بھی ہو، فریب دہندہ دراصل تمہارے دشمن کا جاسوس ہے، تمہارا جاسوس نہیں۔ والسلام علیک''

ایک عمومی خط میں عمال سلطنت کو تحریر فرماتے ہیں:

''امابعد، بے شک یہ ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد فرمائی ہے، اگر میں نے اس کو قبول کیا ہے کہ اس سے میرا مقصد کھانا، لباس، سواری یا شادیاں یا جمع اموال ہوتا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے پہلے ہی چیزیں اتنی دے رکھی تھیں جو مشکل سے لوگوں کو ملا کرتی ہیں، لیکن میں نے اس ذمہ داری کو بہت ڈرتے ڈرتے قبول کیا ہے، مجھے اس کا بخوبی احساس ہے کہ یہ عظیم الشان ذمہ داری ہے، اس کی باز پرس بڑی سخت ہے، جس وقت فریق اور مدعی قیامت کے دن جمع ہوں گے، تو اس کے معاملے میں بڑی سخت جرح ہوگی، ہاں اگر اللہ تعالیٰ معاف فرمادے اور نظر انداز فرمادے اور رحم فرمائے تو الگ ہے...... میں نے تم کو حکومت کا جو کام سپرد کیا ہے، اور اختیارات تفویض کئے ہیں، ان میں سے تم کو احتیاط اور خدا کے خوف کی ہدایت کرتا ہوں، ذمہ داریوں کی ادائیگی، اللہ تعالیٰ کے اوامر کے اتباع اور اس کے نواہی سے اجتناب کی تاکید کرتا ہوں، جو باتیں اس کے خلاف ہوں اس کی طرف بالکل توجہ کی ضرورت نہیں، تمہاری نظر اپنے اوپر اور اپنے عمل پر ہے اور ان چیزوں کی طرف ہو جو تمہارے رب تک پہنچائیں اور جو تم اپنے اور اپنی رعیت کے درمیان کرتے ہو، وہ تمہارے پیش نظر ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ حفظ ونجات اسی میں منحصر ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤ، اس یوم موعود کے لئے وہی چیز تیار رکھو جو خدا کے ہاں کام آنے والی ہو، اپنے اور دوسروں کے واقعات میں تم نے ایسی عبرتیں دیکھی ہیں جن کے برابر ہمارا وعظ ونصیحت موثر نہیں ہو سکتی۔ والسلام''

☆......☆......☆